WWW.PILDAT.ORG

ریاستی اداروں کی کارکردگی پر شہریوں کی مرتب کردہ سلسلہ وار رپورٹیں

سٹیزنز رپورٹ

الیکشن کمیشن آف پاکستان کی کارکردگی

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرنسی

WWW.PILDAT.ORG

ریاستی اداروں کی کارکردگی پر شہریوں کی مرتب کردہ سلسلہ وار رپورٹیں

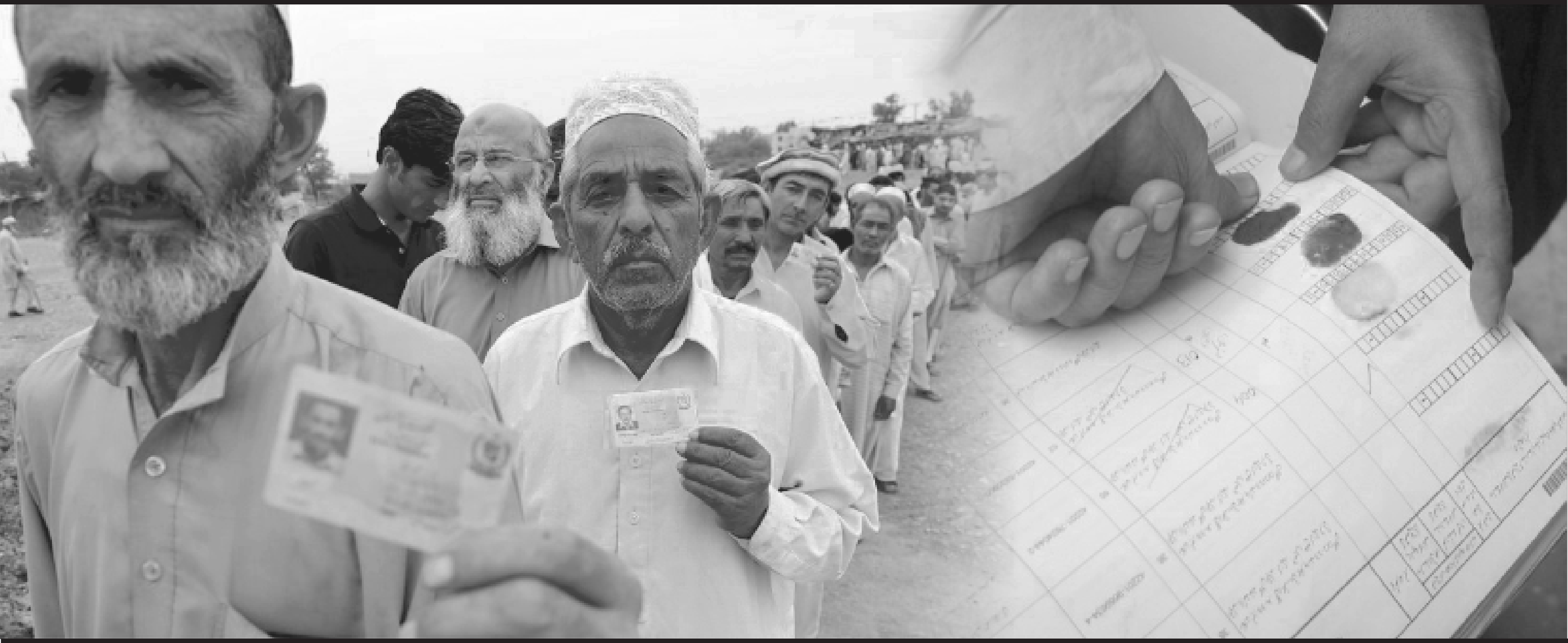

سٹیزنز رپورٹ

الیکشن کمیشن آف پاکستان کی کارکردگی

پلڈاٹ

پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرنسی

پلڈاٹ، خودمختار، غیر جانبدار اور بلا منافع بنیادوں پر کام کرنے والا ایک پاکستانی تحقیقی اور تربیتی ادارہ ہے جس کا مقصد پاکستان میں جمہوریت اور جمہوری اداروں کا استحکام ہے۔

پلڈاٹ، پاکستان کے سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ مصدرہ 1860 (قانون نمبر 21 بابت 1860) کے تحت، بلا منافع کام کرنے والے ایک ادارے کے طور پر رجسٹرڈ ہے۔

کاپی رائٹ: پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپرنسی۔پلڈاٹ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

پاکستان میں شائع کردہ
اشاعت: فروری 2015

آئی ایس بی این: 6-473-558-969-978

اس اشاعت کا کوئی بھی حصہ، پلڈاٹ کے واضح حوالے کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

Supported by
EMBASSY OF DENMARK
DANIDA | INTERNATIONAL DEVELOPMENT COOPERATION

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپیرینسی

اسلام آباد آفس: پی، او، باکس 278، F-8، پوسٹل کوڈ: 44220، اسلام آباد، پاکستان
لاہور آفس: پی، او، باکس 11098، L.C.C.H.S، پوسٹل کوڈ: 54792، لاہور، پاکستان
ای میل: info@pildat.org ویب: www.pildat.org

مندرجات

پیش لفظ

مصنف کے بارے میں

خلاصہ

تعارف 10

چیف الیکشن کمشنر اور الیکشن کمیشن کے ارکان 10

چیف الیکشن کمشنر صاحبان کی تقرری، الیکشن کمیشن آف پاکستان، ان کا کردار اور ذمہ داریاں 11

الیکشن کمیشن آف پاکستان کی کارکردگی پر شہریوں کی رپورٹ کا مقصد 12

الیکشن کمیشن آف پاکستان کی کارکردگی 12

پہلا پانچ سالہ سٹریٹجک پلان (2010-2014) 14

دوسرا پانچ سالہ سٹریٹجک پلان (2014-2018) 17

الیکشن کمیشن آف پاکستان کے قوانین اور آئینی و قانونی اصلاحات 18

الیکشن کمیشن آف پاکستان کا تنظیمی ڈھانچہ اور صوبائی سیٹ اپ 19

الیکشن کمیشن آف پاکستان کی روایات 19

شکایات کے ازالے کے نظام میں مطلوب اصلاحات 20

ٹیکنالوجی کا استعمال 20

چیف الیکشن کمشنر آف پاکستان کی تقرری کے طریق کار میں اصلاحات 21

انتخابی اصلاحات کے لئے تجاویز 21

دیگر ممالک کے مقابلے میں الیکشن کمیشن آف پاکستان کی خودمختاری 22

الیکشن کمیشن آف پاکستان اور الیکشن کمیشن آف انڈیا کی کارکردگی کا موازنہ 23

نتیجہ 24

پیش لفظ

پلڈاٹ نے ''ڈیموکریسی اور گورننس پروگرام' ' کے تحت ریاستی اداروں کی کارکردگی پر شہریوں کی مرتب کردہ سلسلہ وار رپورٹیں شائع کرنے کا آغاز کیا ہے۔ اس منصوبے کے تحت پلڈاٹ نے الیکشن کمیشن آف پاکستان کی کارکردگی کا جائزہ لیا ہے۔ اس ادارے کی ذمہ داری ہے کہ وہ قومی' صوبائی اسمبلیوں' صدر پاکستان اور مقامی حکومتوں کے انتخابات کروائے۔

بطور ایک جمہوری ادارے کے الیکشن کمیشن آف پاکستان کے کردار اور فرائض کی اہمیت کو' بالخصوص پاکستان جیسے ملک میں جہاں جمہوری عمل اتنا ہموار نہیں رہا' نظرانداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔ صاف اور شفاف انتخابات کسی بھی جمہوریت کا طرہ امتیاز ہوتے ہیں لہذا' پاکستان میں جمہوریت کی ترقی میں الیکشن کمیشن آف پاکستان جیسا ادارہ اہمیت کا حامل ہے۔ تاہم' پاکستان میں ہونے والے عام انتخابات کے دوران الیکشن کمیشن آف پاکستان کے کردار اور فرائض اور مبینہ بے ضابطگیوں کے حوالے سے حالیہ سالوں میں اس کو خاصی تنقید کا سامنا رہا ہے۔ ہماری رائے میں الیکشن کمیشن آف پاکستان کی کارکردگی کا جائزہ لینے اور اس میں بہتری کے عوامل اجاگر کرنے کیلئے الیکشن کمیشن آف پاکستان کے حوالے سے عوامی بحث کا آغاز کیا جانا چاہیے۔ اس رپورٹ کا مقصد اس کے مستحکم پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ ان عوامل کا احاطہ کرنا ہے جن میں اصلاح کی ضرورت ہے تاکہ مستقبل میں الیکشن کمیشن آف پاکستان زیادہ آزادانہ' شفاف اور بہتر انتخاب منعقد کرواسکے۔

سابق سیکرٹری الیکشن کمیشن آف پاکستان' جناب حسن محمد ''الیکشن کمیشن آف پاکستان کی کارکردگی پر شہریوں کی رپورٹ'' کے مصنف ہیں۔ اس رپورٹ کا مقصد یکم جولائی 2012 تا 30۔ جون 2014 کے گزشتہ دو سالوں کے دوران الیکشن کمیشن آف پاکستان کی کارکردگی کا آزادانہ جائزہ لینا ہے۔ ان دو سالوں میں 2013 کے عام انتخابات کی اہم ترین سرگرمی بھی شامل ہے۔

اس رپورٹ کا مقصد الیکشن کمیشن آف پاکستان کی کارکردگی بشمول اس کی بہترین روایات کا معروضی جائزہ لینا ہے نیز اس ادارے کے لئے اور ان کے ساتھ ساتھ حکومتی عہدیداران کے لئے مستقبل کا لائحہ عمل تجویز کرنا ہے۔ امید ہے پالیسی ساز افراد' سرکاری حکام اور سیاستدان اس رپورٹ کے مندرجات' تصورات اور سفارشات سے استفادہ کریں گے جس کے نتیجے میں الیکشن کمیشن آف پاکستان کی کارکردگی میں مزید بہتری آئے گی۔

اظہار تشکر

پلڈاٹ' الیکشن کمیشن آف پاکستان کے سابق سیکرٹری' جناب حسن محمد کے تعاون' مشورے اور قابل قدر خدمات پر ان کا تہہ دل سے مشکور ہے۔

پلڈاٹ،اس رپورٹ کی اشاعت میں مالی اعانت فراہم کرنے پر ڈنمارک کے بین الاقوامی ترقیاتی ادارے DANIDA، حکومت ڈنمارک کا بھی شکر گزار ہے۔

اظہارلاتعلقی

ضروری نہیں کہ اس رپورٹ میں دی گئی آرا،DANIDA، حکومت ڈنمارک اور رائل ڈینش ایمبیسی، اسلام آباد کی آرا کی عکاس ہوں۔

اسلام آباد
فروری 2015

مصنف کے بارے میں

جناب حسن محمد' الیکشن کمیشن آف پاکستان کے سابق سیکرٹری ہیں۔ انہوں نے پاکستان میں ہونے والے متعدد انتخابات کی نگرانی کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان کے مختلف شعبوں اور فیلڈ دفاتر میں مختلف جونیئر عہدوں پر کام کرنے کے بعد جناب حسن محمد 1985 سے لے کر 2004 میں اپنی ریٹائرمنٹ تک انتخابی' انتظامی شعبوں میں سینئر عہدوں پر فائز رہے۔ اس عرصے کے دوران انہوں نے جن عہدوں پر فرائض سرانجام دیئے ان میں صوبائی الیکشن کمشنر پنجاب (1992-1994)' جوائنٹ سیکرٹری انتخابات (1994-2000)' ڈائریکٹر جنرل مقامی حکومتوں کے انتخابات (2000-2001) اور سیکرٹری الیکشن کمیشن آف پاکستان (2001-2004) شامل ہیں۔

جناب حسن محمد نے انتخابی نظم و نسق اور انتخابی اداروں سے متعلق موضوعات پر مختلف ورکشاپس اور سیمینارز میں لیکچر بھی دیئے ہیں۔ انہوں نے 2003 میں نیشنل ڈیفنس کالج' اسلام آباد میں ''پاکستان میں انتخابی سیاست' اس کی تشریحات اور سفارشات'' کے موضوع پر لیکچر دیا۔ نیشنل ڈویلپمنٹ کونسل نے اس لیکچر کو معلوماتی ہونے کی بناء پر سراہا۔ انتخابات سے متعلق مختلف موضوعات پر 2002-2004 کے دوران منعقد ہونے والی دو پرہجوم پریس کانفرنسز منعقد کرنے کا اعزاز بھی انہیں حاصل ہے۔

1994 اور 1997 میں جناب حسن محمد نے بطور پاکستانی وفد کے سربراہ اور نائب سربراہ' ناروے کا دورہ کیا اور انتخابات کا جائزہ لیا۔ پاکستان واپس آنے کے بعد انہوں نے الیکشن کمیشن آف پاکستان اور ناروے حکومت کو رپورٹ پیش کی۔ 2001 میں انہوں نے بطور سربراہ وفد' سٹاک ہوم کا دورہ کیا اور انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ فار ڈیموکریسی اینڈ الیکٹورل اسٹنس (International Institute for Democracy and Electoral Assistance-IDEA) کی سالانہ تقریب میں شرکت کی۔

مختلف اخبارات میں چند کالم تحریر کرنے کے علاوہ انہوں نے ''پاکستان میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات 77-1947: ایک تنقیدی جائزہ'' اور ''برطانوی بھارت میں انتخابات اور رائے دہی کا ارتقا'' کے موضوع پر آرٹیکل تحریر کئے۔ 2011 میں انہوں نے IFES کیلئے ''سیاسی مالیات'' کے موضوع پر ایک مقالہ تحریر کیا۔ انہوں نے ''1993 کے عام انتخابات پر رپورٹ'' پر نظرثانی کی اور پھر ''1997 کے عام انتخابات پر رپورٹ'' تحریر کی۔

ریٹائرمنٹ کے بعد جناب حسن محمد نے ملک میں 1947 سے 2012 تک ہونے والے تمام عام انتخابات کے تفصیلی احوال پر مبنی کتاب ''پاکستان میں عام انتخابات کچھ ان کہی کہانیاں اور ذاتی تجربات'' کے عنوان سے تحریر کی۔ یہ کتاب جو 1956, 1962 اور 1973 کے دساتیر کی تیاری' سیاسی و انتخابی واقعات' پاکستان میں ہونے والے انتخابات وغیرہ کے حوالے سے ایک مستند جمہوری تاریخ ہے' کو جج صاحبان' وکلاء' صحافی برادری سمیت معاشرے کے تمام شعبوں نے سراہا ہے۔ ان کی تحریر کردہ آخری کتاب کا عنوان ''پاکستان کے عام انتخابات 2013'' ہے۔ پاکستان میں ہونے والی تمام انتخابی سرگرمیوں پر جناب حسن محمد کی گہری نظر رہی ہے۔

خلاصہ

الیکشن کمیشن آف پاکستان کا قیام 1973 کے آئین کے تحت عمل میں آیا اور اس کو استحکام' انتخابی قوانین بالخصوص عوامی نمائندگی کے قانون مصدرہ 1976 کے ذریعے ملا۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان کے فرائض اور ذمہ داریاں آئین کے آرٹیکل 218 اور 219 میں دی گئی ہیں جن میں قومی اسمبلی' سینیٹ' صوبائی اسمبلیوں' ضمنی' مقامی حکومت اور صدارتی انتخابات کروانا شامل ہیں نیز انتخابی فہرستوں کی تیاری' ان پر سالانہ نظرثانی' حلقہ بندیاں اور الیکشن ٹریبونل کی تقرری بھی اس کے فرائض میں شامل ہے۔

دستوری ادارہ ہونے کے ساتھ ساتھ الیکشن کمیشن آف پاکستان کا اسلام آباد میں سیکرٹریٹ اور انتظامی ڈھانچہ ہے نیز صوبائی الیکشن کمشنر کی سربراہی میں صوبائی دفاتر اور ڈویژن اور ضلعی سطح کے دفاتر بھی ہیں۔ اگرچہ چیف الیکشن کمشنر اور ارکان کا تقرر ایک مقررہ مدت کیلئے کیا جاتا ہے' تاہم' اس کا سیکرٹریٹ' ماسوائے ان معمولی تبدیلیوں کے جو نئے چیف الیکشن کمشنر کے آنے کے بعد آتی ہیں' بلاتعطل کام کرتا رہتا ہے۔ چاروں صوبائی الیکشن کمشنر صاحبان' سیکرٹریٹ کے افسران ہوتے ہیں اور الیکشن کمیشن کے چار ارکان الیکشن کمیشن (دستوری ادارے) کا حصہ ہوتے ہیں۔

دعویٰ کیا جاتا ہے کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان نے بڑھتی ہوئی دہشت گردی کے غیر محفوظ ماحول کے باوجود 2013 کے عام انتخابات کامیابی سے منعقد کیئے۔ بدقسمتی سے' ان انتخابات میں ہونے والی بے ضابطگیوں اور بدانتظامیوں کی وجہ سے الیکشن کمیشن آف پاکستان کی ساکھ متاثر ہوئی۔ حساس پولنگ سٹیشنوں پر CCTV کیمرے نصب کرنے کی صوبائی حکومت کی ہدایت پر عمل نہ کرنا' کراچی میں پولنگ سٹیشنوں پر بدنظمی اور فارموں میں غلط اندراج' 2013 کے عام انتخابات میں الیکشن کمیشن آف پاکستان کی بدانتظامی کی چند مثالیں ہیں۔

الیکشن کمیشن آف پاکستان کا دعویٰ ہے کہ پانچ سالہ سٹرٹیجک منصوبے میں اس کی کامیابی کی شرح مجموعی طور پر 80 فیصد ہے۔ دوسرے پانچ سالہ سٹرٹیجک منصوبے میں الیکشن کمیشن آف پاکستان' اپنی کارکردگی میں حائل قانونی سقم دور کرنے کا خواہاں ہے۔ تاہم' کہا جاتا ہے کہ قانونی سقم اپنی جگہ لیکن الیکشن کمیشن آف پاکستان کے انتظامی معاملات میں بھی کچھ خامیاں ہیں۔

آئندہ انتخابات میں الیکشن کمیشن آف پاکستان کی کارکردگی میں اضافے اور استحکام کیلئے درج ذیل سفارشات پیش کی جارہی ہیں:

۱۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان کو چاہیے کہ وہ اپنے ہر درجے کے ملازمین کی مہارت میں اضافہ پر خصوصی توجہ دے؛

۲۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان کو شکایات کے ازالے کے نظام میں اصلاحات کرنی چاہیئں۔

۳۔ مستقبل کے انتخابات کیلئے جدید ٹیکنالوجی کے استعمال میں اضافہ کیا جانا چاہئے۔

۴۔ بھارتی چیف الیکشن کمشنر کی طرح پاکستان کے چیف الیکشن کمشنر کی مدت ملازمت' مرتبہ اور دوسری شرائط ملازمت' سپریم کورٹ کے جج کے

مساوی ہونی چاہیئں ۔ نیز، الیکشن کمیشن کے چار ارکان میں سے دو ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج ہونے چاہیئں ۔

۵۔ چیف الیکشن کمشنر کے انتخاب کے طریق کار پر نظر ثانی ہونی چاہیے۔

۶۔ آئین کے آرٹیکل 62 میں ترمیم کے ذریعے مبہم اصطلاحات جیسے امین اور صالح کو حذف کر دینا چاہیے۔

۷۔ انتخابات میں حق معلومات و شفافیت ہونا چاہیے۔

۸۔ انتخابات سے قبل اور بعد کی شکایات کو ایک مقرر کردہ میعاد کے اندر موثر انداز سے نمٹانے کیلئے عوامی نمائندگی کے قانون میں اہتمام کیا جانا چاہیے۔

۹۔ عوامی نمائندگی کے قانون میں مانیٹرنگ کمیٹیوں کے موثر کردار کو یقینی بنانے کا اہتمام بھی ہونا چاہیے۔

۱۰۔ عوامی نمائندگی کے قانون میں الیکشن کمیشن آف پاکستان کے ہیڈکوارٹر میں ایک حقیقی موثر مانیٹرنگ سیل کے قیام کا اہتمام ہونا چاہیے جو ریٹرننگ افسران کی جانب سے کاغذات نامزدگی کی چھان بین، انتخابی مہم، پولنگ کے دن اور بعد از انتخاب معاملات کیلئے معلومات اکٹھی کر سکے۔

تعارف

1947 میں آزادی کے بعد سے دستور سازی اور انتخابات کا انعقاد پاکستان میں باعث تشویش امور رہے ہیں۔ پنجاب، سندھ، شمال مغربی سرحدی صوبہ، بلوچستان اور مشرقی بنگال کے پانچوں صوبوں میں علیحدہ پروگراموں کے تحت، صوبائی اسمبلیوں کو دیئے گئے بالغ رائے دہی کے اصولوں پر پہلے براہ راست انتخابات منعقد ہوئے۔ یہ انتخابات صوبہ پنجاب میں شروع ہوئے (1951) اور مشرقی بنگال میں اختتام پذیر ہوئے (1954)۔ مرکزی مقننہ، تاہم، بالواسطہ منتخب ہوئی۔

صوبوں میں ہونے والے انتخابات پر عوام اور پریس کی جانب سے شدید تنقید ہوئی اور ان انتخابات میں سرکاری مداخلت، جعلسازی، بیلٹ پیپرز میں ہیرا پھیری، سرکاری ٹرانسپورٹ کا استعمال جیسے الزامات لگائے گئے (یاد رہے اس وقت تک الیکشن کمیشن آف پاکستان کا وجود عمل میں نہیں آیا تھا)۔ بے ضابطگی کے الزامات اتنے سنجیدہ تھے کہ اس وقت کے وزیر اعظم چودھری محمد علی کو ان معاملات کی چھان بین اور انتخابی عمل کیلئے مجوزہ اصلاحات تیار کرنے کیلئے انتخابی اصلاحات کمیشن مقرر کرنا پڑا۔ اس کمیشن کی زیادہ تر سفارشات پر آئندہ انتخابات میں عمل درآمد بھی ہوا۔

1956 کے آئین کے تحت مورخہ 25۔ جون 1956 کو ایک سابق بیوروکریٹ، خان ایف ایم خان کو پہلا چیف الیکشن کمشنر مقرر کیا گیا۔ دو الیکشن کمشنر بھی مقرر کئے گئے۔ تاہم، قبل اس کے کہ اس آئین کے تحت کوئی انتخابات منعقد ہو پاتے، جنرل ایوب خان نے مارشل لاء لگا دیا اور 1956 کے آئین کو منسوخ کر دیا گیا۔

1962 میں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر، جنرل ایوب خان، جو 1960 کے ریفرنڈم کے نتیجے میں صدر بن چکے تھے، نے آئین کا اپنا تصور پیش کیا۔ اس سے پہلے انہوں نے بنیادی جمہور نظام متعارف کرایا تھا جنہوں نے مقامی حکومت کے فرائض نبھانے کے ساتھ ساتھ، 1962 کی اسمبلیوں کیلئے ہونے والے بالواسطہ انتخابات، 1964 کے صدارتی انتخاب اور 1965 میں اسمبلیوں کے انتخابات کیلئے انتخابی کالج کا کردار ادا کیا۔ انتخابات کا یہ بالواسطہ نظام، ایوب خان کے اقتدار سے ہٹنے اور 1969 کے اگلے مارشل لاء کے نفاذ تک جاری رہا۔ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے پہلے براہ راست انتخابات 1970 میں منعقد ہوئے۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ ایک المناک تاریخ ہے۔

چیف الیکشن کمشنر صاحبان اور الیکشن کمیشن کے ارکان

1962 کے اسمبلی انتخابات کے انعقاد کیلئے جنرل ایوب خان نے اچھی شہرت رکھنے والے ایک ریٹائرڈ سرکاری افسر جناب اختر حسین کو چیف الیکشن کمشنر مقرر کیا اور الیکشن کمیشن کے دو ارکان بھی مقرر کئے جو ڈھاکہ اور لاہور کی ہائی کورٹس کے جج تھے۔

1964 کے صدارتی انتخاب اور 1962 میں اسمبلی کے انتخابات کیلئے ریٹائرڈ سرکاری افسر جناب جی معین الدین کو چیف الیکشن کمشنر اور دو جج صاحبان کو الیکشن کمیشن کا رکن مقرر کیا گیا۔ ریٹائرڈ بیوروکریٹ صاحبان میں سے چیف الیکشن کمشنر مقرر کرنے کی روایت 1969 تک جاری رہی جب 1970 کے عام انتخابات کیلئے سپریم کورٹ کے حاضر سروس جج، جناب جسٹس اے ستار کو چیف الیکشن کمشنر اور ہائی

کورٹ کے دو جج صاحبان کو الیکشن کمیشن کا رکن مقرر کیا گیا۔

اگرچہ جنرل یحیٰی خان نے ون یونٹ کا خاتمہ کر دیا اور صوبوں کو بحال کر دیا تاہم الیکشن کمیشن کے صرف دو ارکان کا تقرر کیا گیا۔ سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ یا حاضر سروس جج صاحب کو چیف الیکشن کمشنر اور ہائی کورٹ کے دو جج صاحبان کو الیکشن کمیشن کا رکن مقرر کرنے کی روایت 1977' 1988, 1990, 1993 اور 1997 کے عام انتخابات میں برقرار رہی (جنرل ضیاء الحق کے دور میں قوانین کی عارضی تصریحات کے تحت الیکشن کمیشن کے ارکان کی تعداد چار رہی)۔

1985 میں 1973 کے آئین کی بحالی کے بعد ایک بار پھر' اصل آئینی تقاضے کے مطابق الیکشن کمیشن کے دو ارکان کی تقرری کی روایت بحال ہوئی۔ 2002 کے عام انتخابات کیلئے جنرل پرویز مشرف نے الیکشن کمیشن آرڈر 2002' جسے لیگل فریم ورک آرڈر 2002 (چیف ایگزیکٹو کا حکمنامہ نمبر 24 بابت 2002) کے تحت تحفظ فراہم کیا گیا' کے ذریعے الیکشن کمیشن کے ارکان کی تعداد دو سے بڑھا کر چار کر دی۔ رسمی طور پر' چار ارکان والی تصریح 17ویں ترمیم کے ذریعے آئین کا حصہ بن گئی۔ 18ویں آئینی ترمیم کے تحت آئین کے آرٹیکل 219 (الیکشن کمیشن آف پاکستان کے فرائض) میں تبدیلیاں کی گئیں اور چیف الیکشن کمشنر کی بالادستی کا خاتمہ ہو گیا کیونکہ اب عام انتخابات کے انعقاد کے علاوہ' الیکشن کمیشن آف پاکستان کا یہ فریضہ بھی تھا کہ وہ انتخابی فہرستیں تیار کرے' سینیٹ کے انتخاب کروائے' الیکشن ٹریبونل مقرر کرے' مقامی حکومت کے انتخابات کروائے وغیرہ (یعنی اب یہ محض چیف الیکشن کمشنر کا اختیار نہ رہا تھا)۔

1977, 1985 (غیر جماعتی انتخابات)' 1997, 2002, 1988, 1990, 1993 اور 2008 کے عام انتخابات اب تاریخ کا حصہ ہیں۔ ایک مثبت پیش رفت یہ ہے کہ 1973 کے آئین کے تحت عوامی نمائندگی کے قانون کو تمام وفاقی اکائیوں میں نافذ کر دیا گیا یہ اب بھی نافذ العمل ہے تاہم اس میں متعدد ترامیم ہو چکی ہیں۔

1977 سے 2008 کے دوران انتخابات میں بے قاعدگیوں کے الزامات اور انتخابی اصلاحات کے متعارف کرانے کا سلسلہ جاری رہا۔ 1977 کے انتخابات میں دھاندلی کے سنگین الزامات لگائے گئے تاہم دیگر انتخابات' نسبتاً زیادہ قابل قبول رہے۔ تاہم شکست کھانے والی جماعتوں نے کچھ انتخابات کے نتائج دل سے قبول نہ کئے اور ان کیلئے مختلف اصطلاحات استعمال کی گئیں جیسے جھرلو انتخابات' انجنیئرڈ انتخابات' فرشتوں نے ووٹ ڈالے وغیرہ۔

چیف الیکشن کمشنر صاحبان اور الیکشن کمیشن آف پاکستان کا تقرر اور ان کا کردار اور ذمہ داریاں

الیکشن کمیشن آف پاکستان کے فرائض اور ذمہ داریاں آئین کے آرٹیکل 218 اور 219 میں دی گئی ہیں۔ جن میں قومی اسمبلی' صوبائی اسمبلیوں' ضمنی' مقامی حکومت وغیرہ کے انتخابات کرانا' انتخابی فہرستوں کی تیاری' ان پر سالانہ نظر ثانی' حلقہ بندیاں اور الیکشن ٹریبونل کی تقرری' سینٹ کے انتخابات' صدارتی انتخابات وغیرہ شامل ہیں۔

الیکشن کمیشن آف پاکستان کا ایک سیکرٹریٹ اور انتظامی ڈھانچہ بھی ہے جس کا ہیڈ کوارٹر اسلام آباد میں ہے اور صوبائی دفاتر ہیں جن کا سربراہ

الیکشن کمیشن آف پاکستان کی کارکردگی پر شہریوں کی رپورٹ کا مقصد

آئین کے آرٹیکل (3)218 میں الیکشن کمیشن آف پاکستان کو ایسے ضروری اقدامات کرنے کا پابند بنایا گیا ہے جو اس بات کو یقینی بنائیں کہ ''انتخاب ایمانداری، حق اور انصاف کے ساتھ اور قانون کے مطابق منعقد ہو اور یہ کہ بدعنوانیوں کا سدباب ہو سکے۔''

شہریوں کی اس رپورٹ کا مقصد گزشتہ دو سالوں یعنی یکم جولائی 2012 سے 30۔جون 2014 کے دوران الیکشن کمیشن آف پاکستان کی کارکردگی کا آزادانہ جائزہ لینا ہے۔ان دو سالوں کے دوران اہم ترین انتخابی سرگرمی ہوئی یعنی 11۔مئی 2013 کو ہونے والے عام انتخابات۔

الیکشن کمیشن آف پاکستان کی کارکردگی

11۔مئی 2013 کے بعد سے گزشتہ 18-20 ماہ کے دوران عام انتخابات کے حوالے سے الیکشن کمیشن آف پاکستان کی کارکردگی عوام میں زیر بحث رہی ہے۔کہا جاتا ہے کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان نے ان حالات میں انتخابات منعقد کروا کر احسن کارکردگی دکھائی جبکہ دہشت گردی کی کارروائیاں عروج پر تھیں۔تاہم، انتخابات والے دن کچھ بے ضابطگیاں اور بدانتظامی کے واقعات رونما ہوئے جن سے ان انتخابات میں الیکشن کمیشن آف پاکستان کی کارکردگی پر سوالیہ نشان اٹھے۔

صوبائی الیکشن کمشنر ہوتا ہے اور ڈویژنل اور ضلعی دفاتر بھی ہیں۔اس انتظام کو ازاں بعد الیکشن انتظامی ادارہ (Election Management Body) اور/یا بسا اوقات الیکشن کمیشن آف پاکستان کہا جائے گا کیونکہ یہ الیکشن کمیشن آف پاکستان کے براہ راست احکامات کے تابع اور زیر کنٹرول ہے۔اگرچہ چیف الیکشن کمشنر اور ارکان کا تقرر ایک مقررہ مدت کیلئے ہوتا ہے تاہم اس کا دفتر، جس کا سربراہ سیکرٹری ہوتا ہے، ماسوائے ان تبدیلیوں کے جو نئے چیف الیکشن کمشنر کی تقرری کے بعد کی جاتی ہیں، مستقل بنیاد پر قائم رہتا ہے۔چار صوبائی الیکشن کمشنر صاحبان، الیکشن انتظامی ادارے کے افسران ہوتے ہیں جبکہ الیکشن کمیشن کے چار ارکان الیکشن کمیشن (دستوری ادارے) کا حصہ ہوتے ہیں۔

18ویں ترمیم کے بعد الیکشن کمیشن آف پاکستان نے تقریباً دو سال تک بغیر ارکان کے کام کیا۔اس عرصے کے دوران چیف الیکشن کمشنر کی جانب سے کرائے گئے ضمنی انتخابات کی قانونی حیثیت پر عدالتوں میں اعتراضات اٹھائے گئے۔بالآخر اس وقت کی حکومت نے ترمیم شدہ آئینی تقاضے کے مطابق، الیکشن کمیشن کے چار ارکان مقرر کئے جنہوں نے 13۔جون 2012 کو حلف اٹھایا۔جناب جسٹس حامد علی مرزا، 22۔مارچ 2013 کو ریٹائر ہو گئے لیکن کوئی مستقل چیف الیکشن کمشنر مقرر نہ کیا گیا۔سپریم کورٹ کے جج، جناب جسٹس میاں شاکر اللہ جان قائم مقام چیف الیکشن کمشنر مقرر ہوئے۔جناب جسٹس فخر الدین جی ابراہیم کو 23۔جولائی 2012 کو مستقل چیف الیکشن کمشنر مقرر کیا گیا۔انہیں حکومت اور حزب اختلاف نے اتفاق رائے سے منتخب کیا تھا اور وہ 18ویں ترمیم کے تقاضوں پر پورا اترتے تھے۔

بالکل شروع میں تنازعات اس وقت سامنے آئے جب امیدواروں کے کاغذات نامزدگی جمع کرائے گئے' ان کی چھان بین ہوئی' انہیں منظور یا مسترد کیا گیا۔ اگر ان معاملات سے نمٹنے والا عملہ تربیت یافتہ ہوتا اور اس بات کو یقینی بنایا جاتا کہ اختیارات کا منصفانہ استعمال کیا جائے تو ایسے معاملات کو زیادہ پیشہ ورانہ انداز سے نمٹایا جا سکتا تھا۔

توقع کی جاتی تھی کہ پانچ سینئر ریٹائرڈ جج صاحبان پر مشتمل یہ ادارہ آزادانہ' منصفانہ اور شفاف انتخابات کے حوالے سے کہیں بہتر کارکردگی دکھائے گا۔ تاہم' 2013 کے عام انتخابات کے بعد ہونے والی تنقید' شوروغوغا اور بے چینی نے ایک خوفناک شکل اختیار کر لی۔ پانچ ارکان پر مشتمل الیکشن کمیشن آف پاکستان میں انتظامی و دیگر صلاحیتوں کا فقدان نظر آیا۔

مختصراً یہ کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان ایسے معاملات پر ردعمل دینے میں سست روی کا شکار رہا جن میں تیز رفتاری سے اقدامات کی ضرورت تھی۔ یہ صوبائی حکومتوں کی جانب سے حساس پولنگ سٹیشنوں پر CCTV کیمرے نصب کرنے کی ہدایات پر عمل درآمد میں ناکام رہا۔ کچھ دیگر سنجیدہ بے ضابطگیاں بھی سامنے آئیں جن کا ذکر PTI کے وائٹ پیپر' فافن' یورپی یونین اور آبزرو مشن کی رپورٹوں میں ہے۔ ان میں کراچی کے پولنگ سٹیشنوں پر ہونے والی بے ضابطگیاں' پولنگ کے اوقات میں توسیع' فارموں میں غلط اندراج' امیدواروں کا ووٹروں کی درج شدہ تعداد سے زیادہ ووٹ لینا (فارم 14) شامل ہیں۔

دوسری رپورٹوں کے مطابق' مختلف سیاسی جماعتوں کے امیدواروں کے کچھ پولنگ ایجنٹوں کو پولنگ سٹیشنوں کے نتائج اور بیلٹ پیپرز کی تعداد بھی فراہم نہ کی گئی اور یہ کہ نتائج مقررہ فارموں 14 اور 15 کی بجائے سادے کاغذ پر دیئے گئے جن پر پریذائیڈنگ افسروں کے دستخط اور/یا نشان انگوٹھا بھی موجود نہ تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان نے فارم 14 اپنی ویب سائٹ پر نہ دیا۔ اگرچہ عوامی نمائندگی کے قانون کے تحت یہ قانونی تقاضا نہ تھا تاہم انفارمیشن ٹیکنالوجی کے موجودہ دور اور موجودہ حالات کے لحاظ سے ایسا کرنا بہت ضروری تھا۔ اس سے ''معلومات تک رسائی'' کا حصول ممکن ہو جاتا اور انتخابات کو شفافیت بھی مل جاتی۔

الیکشن کمیشن آف پاکستان نے ان معاملات پر بھی کوئی کارروائی نہ کی جہاں ریٹرننگ افسران اور پریذائیڈنگ افسران نے آخری وقت پر پولنگ سٹیشن تبدیل کئے۔ کچھ غیر مصدقہ اطلاعات کے مطابق' ایسے پولنگ سٹیشنوں کی تعداد 4000 سے زائد تھی۔ آخری لمحات پر پولنگ عملے کی تعداد میں تبدیلی بھی مدنظر رہے۔ اس کے نتیجے میں مختلف جگہوں پر غیر تربیت یافتہ عملہ مقرر کیا گیا۔

بظاہر ان تمام اقدامات کے نتیجے میں ملک بھر کے متعدد پولنگ سٹیشنوں پر پولنگ مناسب انداز میں نہ ہو سکی۔ یورپی یونین اور آبزرو مشن نے اپنی رپورٹوں میں تعداد بتائے بغیر آخری لمحات میں پولنگ سٹیشنوں اور عملے کی تبدیلی کا ذکر کیا ہے۔ تاثر یہ ملتا ہے کہ اگر مستقبل قریب میں اس حوالے سے کوئی انکوائری کمیشن یا کمیٹی تشکیل دی جائے تو اس طرح کی جانے والی زیادہ تبدیلیاں سامنے آئیں گی۔ خدشہ ہے کہ ریٹرننگ افسران' عوامی نمائندگی کے قانون مصدرہ 1976 کی دفعات 8(2) اور 9(2) کی تصریحات کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے جن میں

درج ہے کہ ریٹرننگ افسران پولنگ سے 15 دن قبل کے عرصہ کے دوران پولنگ سٹیشنوں اور پریذائیڈنگ افسران کے تقرر میں الیکشن کمیشن آف پاکستان کی منظوری کے بغیر کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے۔ یہ سیدھا سیدھا انتظامی معاملہ تھا جسے الیکشن کمیشن آف پاکستان بدقسمتی سے صحیح طرح نہیں نمٹا سکا۔ اس تجربے کو سامنے رکھتے ہوئے امید کی جاتی ہے کہ یہ ادارہ آئندہ انتخابات میں بہتر کارکردگی دکھائے گا۔

انتخابات کے بعد ہونے والی تنقید پر الیکشن کمیشن آف پاکستان نے بظاہر کوئی ردعمل نہیں دیا اور کمزور پہلوؤں کی نشاندہی اور/یا خلاف ورزی کرنے والے ریٹرننگ افسران اور پریذائیڈنگ افسران کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی۔ مختصر یہ کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان ان شکوک وشبہات دور کرنے میں ناکام رہا جو 2013 کے عام انتخابات کے حوالے سے پائے جاتے تھے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس ادارے نے اپنی سابقہ معتبر روایات کو قائم نہ رکھا اور ابھی تک 2013 کے عام انتخابات پر الیکشن کمیشن آف پاکستان کی رپورٹ کی پہلی جلد شائع نہیں کی ہے جس سے شبہات دور کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

پہلا پانچ سالہ سٹریٹجک پلان (2010-2014)

ایسا پہلی بار ہوا کہ ادارے کے پاس انتخابی اصلاحات پر موثر عمل درآمد کے لئے پورے پانچ سال تھے۔ 19۔نومبر 2009 کو پہلا پانچ سالہ سٹریٹجک پلان وضع کرنے کیلئے ایک 19 رکنی سٹریٹجک پلان کمیٹی اور ایک 9 رکنی کور کمیٹی تشکیل دی گئی۔ 25 مئی 2010 کو ادارے نے پہلے پانچ سالہ سٹریٹجک منصوبے (2010-2014) کا اعلان کیا (عملی طور پر یہ چار سالہ منصوبہ تھا 2010-2013)۔

پہلے پانچ سالہ سٹریٹجک پلان میں 15 سٹریٹجک اہداف طے کیے گئے جنہیں 129 تفصیلی ''مقاصد'' میں تقسیم کیا گیا اور ہر ایک کے حصول کی مدت کا تعین بھی کیا گیا۔ IFES نے پہلے پانچ سالہ سٹریٹجک پلان کی مانیٹرنگ میں الیکشن کمیشن آف پاکستان کی معاونت کی اور پراگریس رپورٹس تیار کیں۔ پلڈاٹ' جو پاکستان میں قانون ساز اداروں کی ترقی اور جمہوریت کیلئے کام کرنے والی تنظیم ہے' اس نے اس پلان کے مختلف مراحل کی پیش رفت اور عمل درآمد پر رپورٹوں کی اشاعت میں معاونت فراہم کی۔

الیکشن کمیشن آف پاکستان نے 5۔جون 2014 کو دوسرا پانچ سالہ سٹریٹجک پلان (2014-2018) شروع کیا ہے۔ اس دوسرے پانچ سالہ سٹریٹجک پلان پر الیکشن کمیشن آف پاکستان کی کامیابیوں کا جائزہ لیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ''آخری پراگریس رپورٹ کے مطابق الیکشن کمیشن آف پاکستان نے طے شدہ اہداف میں سے تقریباً 80 فیصد حاصل کر لئے ہیں۔'' الیکشن کمیشن آف پاکستان کے دعویٰ کے مطابق اس نے پہلے پانچ سالہ سٹریٹجک منصوبے میں درج ذیل شرح سے ہدف وار کامیابی حاصل کی:

ہدف نمبر 1:	لیگل فریم ورک (75%)
ہدف نمبر 2:	ووٹرز کی رجسٹریشن اور انتخابی فہرستیں (98%)
ہدف نمبر 3:	انتخابی عمل (90%)
ہدف نمبر 4:	انتخابی شکایات وتنازعات کا حل (80%)
ہدف نمبر 5:	الیکشن کمیشن آف پاکستان کی تنظیم نو (80%)
ہدف نمبر 6:	الیکشن کمیشن آف پاکستان کے لئے عمارات' سازوسامان' انفراسٹرکچر اور آلات (62%)
ہدف نمبر 7:	انسانی وسائل' عملہ اور معاوضہ (63%)

ہدف نمبر 8: مالیاتی معاملات وبجٹ (65%)

ہدف نمبر 9: تربیت، تحقیق وجائزہ (91%)

ہدف نمبر 10: انفارمیشن ٹیکنالوجی (90%)

ہدف نمبر 11: عوامی رابطہ، جس میں سیاسی جماعتوں، سول سوسائٹی کی تنظیموں اور میڈیا سے روابط شامل ہیں (90%)

ہدف نمبر 12: سیاسی جماعتیں اور امیدوار (68%)

ہدف نمبر 13: شہریوں اور ووٹروں کی شراکت اور آگہی (93%)

ہدف نمبر 14: خواتین، اقلیتوں اور معذور افراد سمیت نظرانداز طبقات (68%)

ہدف نمبر 15: الیکشن کمیشن آف پاکستان کی شناخت (68%)

پہلے پانچ سالہ سٹریٹجک پلان میں 80 فیصد کامیابی کا حصول خاصا خوش آئند نظر آتا ہے کیونکہ یہ 129 مقاصد پر محیط ہے۔ تاہم، اصل کامیابی کا اندازہ لگانے کیلئے ضروری ہے کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان کی کارکردگی کا جائزہ 2013 کے عام انتخابات کے تناظر میں لیا جائے خاص طور پر 11۔مئی 2013 کو پولنگ والے دن کی کارکردگی سے جو تمام انتخابی اصلاحات کیلئے ایک پیمانے کی حیثیت کا حامل ہے۔ شہریوں کی اس رپورٹ کے محدود سکوپ کے پیش نظر ممکن نہیں کہ پہلے سٹریٹیجک منصوبے کے تمام اہداف اور مقاصد پر تفصیلی بحث کی جا سکے تاہم، چند اہم اہداف کا جائزہ قرین مصلحت ہے۔

پہلے سٹریٹیجک پلان کا پہلا ہدف (لیگل فریم ورک)

الیکشن کمیشن آف پاکستان کا یہ دعویٰ کہ اسے اس ہدف میں 75 فیصد کامیابی ہوئی ہے اس میں شک کی گنجائش کم ہی ہے۔ تاہم، لیگل فریم ورک پر کام کرتے ہوئے الیکشن کمیشن آف پاکستان نے زیادہ کچھ نہیں کی۔ آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 میں امیدوار کی اہلیت کی شرائط مبہم تھیں اور اب بھی ہیں۔ مانیٹرنگ کمیٹیوں کا کردار موثر بنانے کے حوالے سے عوامی نمائندگی کے قانون 1976 میں بھی کوئی تبدیلی نہ کی گئی۔

دوسرا ہدف (ووٹرز کی رجسٹریشن اور انتخابی فہرستیں)

الیکشن کمیشن آف پاکستان کی جانب سے 98 فیصد کامیابی کے دعوے کو چیلنج کئے بغیر میری رائے میں چند معاملات میں صورتحال کچھ مختلف ہے۔ ادارے نے نادرا کے تعاون سے نئی انتخابی فہرستوں کی تیاری کا کام شروع کیا جو ایک درست اقدام تھا۔

17۔فروری 2011 کو نادرا کو 2008 کے عام انتخابات میں استعمال ہونے والی انتخابی فہرستوں میں درج 81,213,620 ووٹرز کی شناختی کارڈ کی ڈیٹابیس سے تصدیق کا کام سونپا گیا۔ نادرا نے 17۔فروری 2011 تک انتخابی فہرستوں کے پہلے مسودے کی تیاری کا مرحلہ مکمل کرلیا اور انتخابی فہرستیں الیکشن کمیشن کو واپس بھجوا دیں۔ اس کے بعد اگلے مرحلے میں 8۔اگست 2011 سے 17۔ستمبر 2011 تک شماریاتی تصدیقی افسران نے گھر گھر جا کر ووٹروں کی تصدیق کا عمل کیا۔

اس عمل کے دوران، ووٹنگ افسران کا بنیادی کام ووٹروں سے اس امر کی تصدیق کرنا تھا کہ وہ اپنے ووٹ عارضی پتے پر رکھنا چاہتے ہیں یا اپنے مستقل پتے پر منتقل کرنا چاہیے ہیں۔ یہاں، الیکشن کمیشن آف پاکستان کراچی میں مشکلات سے دوچار ہوا۔ الیکشن کمیشن کے مقرر کردہ ووٹنگ

افسران' انتخابی فہرستوں میں درج ناموں کی تصدیق' ضلعی الیکشن کمشنرز کی 100 فیصد تسلی کے مطابق نہ کر سکے اور یہ ضلعی الیکشن کمشنر صاحبان بھی ان کی نگرانی کا فریضہ صحیح طور پر انجام نہ دے سکے۔ ایک اور وجہ یہ تھی کہ ووٹنگ افسران کو دیئے گئے علاقے غیر منطقی تھے اور وہ اتنی بڑی تعداد کے ووٹرز کی تصدیق نہ کر سکے۔ پھر الیکشن کمیشن آف پاکستان نے غیر تصدیق شدہ ووٹرز کے نام ان کے مستقل پتے پر منتقل کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس سے کراچی میں افراتفری مچ گئی کیونکہ وہاں خیبر پختونخواہ کے لاکھوں ووٹرز رہتے تھے اور وہ اپنے ووٹ کراچی میں اپنے عارضی پتوں پر رکھنا چاہتے تھے جبکہ الیکشن کمیشن نے ان کے نام خیبر پختونخواہ منتقل کر دیئے۔ کراچی کے دو علاقے جہاں الیکشن کمیشن آف پاکستان نے انکوائری کی' ایسے ووٹرز کی تعداد 2,35,000 تھی۔ بلوچ' سندھی اور پنجابی ووٹرز کی تعداد' جس کا تعین نہ کیا جا سکا' کہیں زیادہ تھی۔

الیکشن کمیشن نے اس نقصان کا ازالہ کرنے کی کوشش کی۔ تاہم قائم مقام چیف الیکشن کمشنر' جناب جسٹس شاکر اللہ جان اور بعد میں مستقل چیف الیکشن کمشنر جناب جسٹس فخر الدین جی ابراہیم کی تمام کوششوں کے باوجود 2013 کے عام انتخابات کے اعلان تک یہ مسئلہ جوں کا توں رہا۔

الیکشن کمیشن کو درپیش تمام مشکلات کے باوجود تصویروں والی انتخابی فہرستوں کی تیاری ایک انقلابی قدم تھا جس کی تعریف کی جانی چاہیے۔ کراچی کے علاوہ' 2013 کے عام انتخابات میں استعمال ہونے والی انتخابی فہرستیں گزشتہ انتخابات کی فہرستوں سے کہیں بہتر' مستند اور درست تھیں اور عالمی معیار کے مطابق بھی تھیں۔

تیسرا ہدف (انتخابی عمل)

یہ سب سے اہم ہدف تھا کیونکہ انتخابات کا معتبر ہونا اس پر منحصر تھا۔ دراصل یہ تمام انتخابی سرگرمیوں میں سب سے اہم سرگرمی تھی۔ 2013 کے عام انتخابات میں پولنگ والے دن کی سرگرمیاں گزشتہ انتخابات کے مقابلے میں کمزور تھیں۔ کراچی کے حلقہ NA-250 میں (اور دیگر جگہوں/صوبوں میں بھی) 2.30 بجے دوپہر تک پولنگ عملے کا نہ پہنچنا' پولنگ کا سامان اور بیلٹ بکس نہ فراہم کیا جانا انتہائی سنگین بے ضابطگی تھی۔

اس کے ساتھ ساتھ آخری لمحات میں پولنگ سٹیشنوں اور پولنگ کے عملے کی تبدیلیاں' الیکشن کمیشن آف پاکستان کے 90 فیصد کامیابی کے دعوے سے متضاد نظر آتی ہیں۔ اگر انتخابی تنازعات کے حل' انتخابی مالیات' ووٹرز کی رجسٹریشن اور انتخابی فہرستیں اور عملے کی تربیت اور صلاحیت سازی سے متعلق مقاصد نمبر 3,5,6 اور 10 کا جائزہ' اصل کارکردگی کی بنیاد پر لیا جائے تو کوئی اچھا تصور قائم نہیں ہوتا۔

الیکشن کمیشن آف پاکستان کو پولنگ سٹاف کا ڈیٹا بیس قائم کرنا تھا جس میں کارکردگی کے جائزے کا نظام بھی شامل ہوتا تاہم بظاہر یہ نظام وجود نہیں رکھتا۔ مستقل پولنگ سٹیشن قائم نہ کئے گئے۔ حساس پولنگ سٹیشنوں کی CCTV مانیٹرنگ کا نظام موجود نہیں تھا۔ کراچی میں بے شمار ووٹرز نے درجنوں ووٹ کاسٹ کئے لیکن ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوئی۔ نتائج کا مستعد نظام' (مقصد نمبر 10) بھی عنقا تھا۔ کچھ معاملات میں غیر تربیت یافتہ عملے کی تعیناتی سے بھی صورتحال مخدوش ہوئی۔ ان تمام واقعات سے الیکشن کمیشن آف پاکستان کی ساکھ اتنی متاثر ہوئی کہ گزشتہ 18 سے 20 ماہ سے الیکشن کمیشن آف

پاکستان اور وفاقی حکومت کو مسلسل کڑی تنقید کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

الیکشن کمیشن آف پاکستان، سٹریٹجک ہدف نمبر 4 (انتخابی عذرداریاں اور تنازعات کا حل) کے حوالے سے بھی خاص کامیابیوں کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ اس سٹریٹجک ہدف کے تحت 86 فیصد کامیابی کا دعویٰ مشکوک ہے۔ تاہم، الیکشن کمیشن آف پاکستان نے ہائی کوارٹرز اور فیلڈ دفاتر کو بہتر ساز وسامان فراہم کر کے ایک شاندار کام کیا۔ اسامیوں کی اپ گریڈیشن ایک اچھا اقدام تھا تاہم اس طرح کی وسیع البنیاد اور بلا امتیاز اپ گریڈیشن نے عملے کو تساہل کا شکار کر دیا کیونکہ آگے ترقی کیلئے محنت کرنے کی لگن ختم ہوگئی۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان کے ڈھانچے میں سے لوگوں کا نکلنا پہلے ہی نظر آنا شروع ہو گیا ہے۔

دیگر سٹریٹجک اہداف عملی سے زیادہ نمائشی تھے۔ وقت اور جگہ کی قلت کے باعث تمام سٹریٹجک اہداف اور مقاصد کا تفصیلی تجزیہ ممکن نہیں ہے۔ بظاہر پہلے سٹریٹجک پلان کا ایجنڈا کافی طویل تھا جن میں کچھ غیر حقیقی اور ناقابل حصول مقاصد شامل تھے۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان پہلے پانچ سالہ پلان کے تحت کی جانے والی اصلاحات کے حوالے سے بلند بانگ دعوے کرتا ہے تاہم تخمینہ ہے کہ اصلاحات کا ایجنڈا مختلف وجوہات کی بناء پر نامکمل رہا جن میں وقت کی کمی، مقنّنہ ہائے کا عدم تعاون، ملک میں امن عامہ کی خراب صورتحال شامل ہیں۔

دوسرا پانچ سالہ سٹریٹجک منصوبہ 2014-2018

جیسا کہ اوپر آ چکا ہے کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان نے مورخہ 5۔جون 2014 کو اپنے دوسرے پانچ سالہ سٹریٹجک پلان 2014-2018 کا اعلان کیا۔ اس میں 13 سٹریٹجک اہداف ہیں جنہیں 162 مقاصد میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس پلان کے صفحہ 22 پر ''سٹریٹجک چیلنجز'' کے عنوان میں الیکشن کمیشن آف پاکستان نے تحریر کیا ہے۔ ''قانون میں ایسا سقم جو کسی مسئلے کا باعث بنے، الیکشن کمیشن آف پاکستان کی کارکردگی کا مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔'' یہ چیز 2013 کے عام انتخابات میں الیکشن کمیشن آف پاکستان کو پیش آنے والے چیلنجز کی سادہ توضیح پیش کرنے کے مترادف ہے۔ ''الیکشن کمیشن آف پاکستان کی کارکردگی'' کے عنوان کے تحت میں نے جن خامیوں کی نشاندہی کی ہے انہیں محض ''قانونی سقم'' کے کھاتے میں نہیں ڈالا جا سکتا۔ یہ خامیاں اور 2013 کے عام انتخابات کی دیگر خامیاں صرف اور صرف انتظامی مسائل تھے۔

دوسرے سٹریٹجک پلان کا پہلا ہدف (لیگل فریم ورک)

یہ سب سے اہم معاملہ ہے جس پر خصوصی پارلیمانی کمیٹی، الیکشن کمیشن آف پاکستان اور جمہوریت کیلئے کام کرنے والی سول سوسائٹی کی تنظیموں کی جانب سے بھرپور جائزہ لینے اور بحث ومباحثہ کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد آخر میں تمام ارکان اسمبلی کی جانب سے مثبت تعاون کی ضرورت ہوگی تاکہ مجوزہ اصلاحات کو قانونی شکل دی جا سکے۔ مختلف قوانین میں دیگر متعدد ترامیم کے علاوہ آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 میں مبہم اصطلاحات جیسے ''صادق'' اور ''امین'' اور اسی طرح کی دیگر اصطلاحات کی یا تو واضح تشریح کی جانی چاہیے یا پھر انہیں حذف کر دینا چاہیے۔

سٹریٹجک ہدف نمبر 2 (انتخابی عمل)

اس میں 29 مقاصد ہیں۔ یہ ایک اچھی بات ہے کہ الیکشن کمیشن آف

پاکستان نے ''انتخابی عمل'' کے حوالے سے زیادہ توجہ مرکوز کی ہے جو تمام انتخابی سرگرمیوں کا نقطہ عروج ہوتا ہے۔ سٹریٹجک ہدف نمبر 2 کے مقاصد 1 تا 4 ' جو الیکٹرانک ووٹنگ مشینوں کے آپریشنل پلان' بائیو میٹرک تصدیق' الیکٹرانک ووٹنگ مشینوں کے استعمال' ان مشینوں کے استعمال اور بائیومیٹرک تصدیق کیلئے منصوبوں کی تیاری سے متعلق ہیں' کے ہر مرحلے پر محتاط جانچ اور نگرانی کی ضرورت ہے۔ پاکستان کے مقامی حالات' جن میں دور دراز کے ایسے علاقے جن تک رسائی مشکل ہے اور بجلی کی کمی شامل ہیں' کو مدنظر رکھتے ہوئے غلطیوں سے مبرا منصوبہ بندی اور عملدرآمد نہایت اہم ہے۔ حتیٰ کہ بھاری بیٹریاں تک فیل ہوسکتی ہیں۔ اگر پولنگ کے عمل کے دوران الیکشن کمیشن آف پاکستان کو رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑا تو اس سے فائدے کی بجائے نقصان ہوگا۔

سٹریٹجک ہدف نمبر 2 کا مقصد نمبر 26 ''ایک ریٹرننگ افسر کے پاس ایک سے زائد حلقہ انتخاب کے انتظام کے موجودہ نظام پر نظرثانی کے ذریعے اسے ایک حلقہ انتخاب' قومی یا صوبائی' کے انتظام سے تبدیل کرنا'' ہے۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان کو اس مقصد پر نظرثانی دسمبر 2017 تک کرنی ہے۔ تاہم اس میں بھی نہایت احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ زیادہ تر معاملات میں ایک یا دو صوبائی حلقے ایک قومی حلقے میں آتے ہیں اور ووٹرز ایک پولنگ سٹیشن پر قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کیلئے بیک وقت ووٹ ڈالتے ہیں۔ مجوزہ تبدیلی کی صورت میں' پریذائیڈنگ افسران کو پولنگ بیگ' بیلٹ بکس وغیرہ لینے اور واپس جمع کرانے کیلئے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے دو مختلف ریٹرننگ افسران سے رجوع کرنا ہوگا۔ اس سے ان کے موجودہ فرائض اور مشکلات میں اضافہ ہوگا۔ یہ خواتین عملے کیلئے اور زیادہ مشکلات کا باعث ہوگا۔

اس مجوزہ تبدیلی کیلئے ریٹرننگ افسران کی دوگنا تعداد کی ضرورت ہوگی جبکہ اچھی شہرت کے حامل ایسے افسران' جو ریٹرننگ افسران کے فرائض سرانجام دے سکیں' کی پہلے ہی کمی ہے۔ خیبر پختونخواہ اور بلوچستان کے دور دراز علاقوں میں ایسے افسران کی بہت زیادہ کمی ہے۔

سٹریٹجک پلان کے اہداف اور اس کے مقاصد کے تجزیے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ غلطیوں سے مبرا پولنگ انتظامات کے پیش نظر بہتر انتظامی نظم ونسق کیلئے زیادہ مناسب اور حقیقت پسندانہ اہداف اور مقاصد کی ضرورت ہے۔

الیکشن کمیشن آف پاکستان قوانین: آئینی اور قانونی اصلاحات

گزشتہ 64 سالوں (2014-1950) کے دوران پاکستان میں انتخابی عمل میں قابل ذکر بہتری نہیں آئی ہے۔ اگرچہ وقتاً فوقتاً انتخابی اصلاحات ہوتی رہی ہیں تاہم جہاں تک انتخابی نتائج کا تعلق ہے الیکشن کمیشن آف پاکستان کے کردار پر ہمیشہ سوالیہ نشان اٹھایا جاتا رہا ہے۔ 1954 میں انتخابی اصلاحاتی کمیشن نے جن اصلاحات کی سفارش کی تھی ان پر 2013 کے عام انتخابات سمیت تمام انتخابات میں عمل درآمد ہوتا رہا ہے۔ ان اصلاحات میں ایک بوتھ پر ایک بیلٹ باکس' تمام امیدواروں کے نام اور علامات کا ایک بیلٹ پیپر' بیلٹ پیپر کی پشت پر پریذائیڈنگ افسر کے دستخط اور مہر وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستان نے 1993 اور اس کے بعد ہونے والے عام انتخابات میں غیر ملکی مبصرین کو خوش آمدید کہا۔ 2002 اور 2008 کے عام انتخابات میں بھی انتخابی اصلاحات ہوئیں جیسے کمپیوٹرائزڈ انتخابی فہرستیں' بیلٹ باکس کو کوڈ

نمبر لگانا' پولنگ سٹیشنوں کے باہر فارم 14 (نتیجہ) چسپاں کرنا' شفاف بیلٹ باکس وغیرہ۔ تمام (سابقہ اور حالیہ) الیکشن کمیشن آف پاکستان' نیک نیتی سے اصلاحات کرتے رہے ہیں تاہم بالآخر یہ ثابت ہوا کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان کی جانب سے کیئے گئے اقدامات تیزی سے بدلتے ہوئے وقت کے ساتھ ہونے والے چیلنجوں سے نمٹنے کیلیئے نا مناسب یا ناکافی تھے۔

حالیہ تناظر میں' الیکشن کمیشن آف پاکستان نے 2013 کے عام انتخابات کے تجربات کی روشنی میں آئندہ انتخابات کیلیئے لیگل فریم ورک اور اصلاحات سے متعلق معاملات پر ایک رپورٹ' خصوصی پارلیمانی کمیٹی کو پیش کی ہے۔ اب یہ اس کمیٹی' الیکشن کمیشن آف پاکستان اور سول سوسائٹی کی تنظیموں پر منحصر ہے کہ وہ موجودہ انتخابی عملے کی خامیوں کیلیئے قانونی تقاضوں کا جائزہ لیں اور مستقبل میں 2013 کے عام انتخابات کی غلطیاں دہرانے سے بچنے کیلیئے انتخابی قوانین میں موزوں ترامیم تجویز کریں۔

الیکشن کمیشن آف پاکستان کا تنظیمی ڈھانچہ اور اس کا صوبائی سیٹ اپ

اس ادارے کا موجودہ سیٹ اپ اطمینان بخش ہے۔ بلکہ الیکشن کمیشن آف پاکستان سیکرٹریٹ' صوبائی اور فیلڈ دفاتر میں عملے کی تعداد ضرورت سے زیادہ ہے۔ انتظامی تجربہ بتاتا ہے کہ بڑے ادارے غیر فعال' سست اور غیر مستعد ہو جاتے ہیں۔ ایک مستعد نظام کیلیئے ضرورت اس بات کی ہے کہ عملے کا بھرپور استعمال کیا جائے۔ گزشتہ چند سالوں کے دوران' حکومت کے بااثر افراد کو خوش کرنے کیلیئے الیکشن کمیشن آف پاکستان سیکرٹریٹ میں ضرورت سے زیادہ عملہ بھرتی کیا گیا۔ دوسری طرف یو پی یونین اور آبزرور مشن کے مطابق زیادہ تعداد ہی بعض اہم فرائض میں صلاحیت کے فقدان کا باعث ہے ۔ سیکرٹریٹ میں مستقل عملے کے متعدد درجے ہیں جن میں 4 صوبائی الیکشن کمشنر صاحبان' 28 ریجنل الیکشن کمشنر صاحبان اور 124 ضلعی الیکشن کمشنر صاحبان شامل ہیں۔ تاہم الیکشن کمیشن آف پاکستان میں انسانی وسائل ناکافی ہیں۔ اس کے شعبہ قانون میں صلاحیت کی کمی ہے اور اس میں کوئی تربیت دینے والا شعبہ یا سیاسی/انتخابی مہم کا شعبہ مالیات بھی نہیں ہے۔

الیکشن کمیشن آف پاکستان کی روایات

پہلے پانچ سالہ پلان کے سٹریٹجک ہدف ''انسانی وسائل'' پر الیکشن کمیشن آف پاکستان 63 فیصد کامیابی کا دعویٰ کرتا ہے۔ بظاہر' الیکشن کمیشن آف پاکستان نے اس ہدف کو نسبتاً کم اہمیت دی۔ اس دفعہ دوسرے پانچ سالہ سٹریٹجک پلان میں اسے مزید نیچے 14 نمبر پر رکھا گیا ہے۔ اس کا عنوان بھی بدل کر ''الیکشن کمیشن آف پاکستان کا تنظیمی ڈھانچہ اور انسانی وسائل'' کر دیا گیا ہے۔ اس ہدف کا مقصد نمبر 2 ''الیکشن کمیشن آف پاکستان میں ہر عہدے کیلیئے فرائض کی وضاحت'' ہے۔ اگرچہ ماضی میں فرائض کی وضاحت کو رسمی شکل نہ دی گئی تھی تاہم تمام عہدوں کے ''فرائض کی وضاحت'' وفاقی حکومت کے مماثل عہدوں سے متشابہ تھی' صرف عہدوں کے نام تبدیل ہیں۔ اس لحاظ سے فرائض کی وضاحت کی ضرورت ہو سکتی ہے تاہم اسے عہدوں کے نام تبدیل کرتے وقت کرنا چاہیے تھا جبکہ عہدوں کے نام تبدیل کرنے سے الیکشن کمیشن آف پاکستان میں کوئی خاص فرق نہیں آیا ہے۔ صرف عہدے کا نام کافی نہیں ہے بلکہ اس عہدے پر فائز شخص کی اہلیت اہم ہے۔ اس ہدف کا مقصد نمبر 5 ''ستمبر 2014 تک فیڈرل الیکشن

اکیڈمی کیلئے تربیتی عملے کی بھرتی'' ہے۔ اگر کوئی اکیڈمی موجود تھی تو تربیت یافتہ عملہ بھی ہونا چاہیے تھا۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان اس مقصد پر نیک نیتی سے کام کرے اور مستعد اور اہل، الیکشن کمیشن آف پاکستان افسران ٹرینرز ٹیم تشکیل دے جو مناسب وقت پر پولنگ کے عملے کی ٹریننگ جیسے اہم کام کیلئے ماسٹر ٹرینرز کے گروپوں کو تربیت دے سکیں۔

اس ادارے میں اوپر سے نیچے تک مختلف سطحوں پر کام کرنے والے موجودہ منیجر صاحبان اور اہلکاران کی صلاحیت کے بارے میں شکوک اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ ''موزوں وقت پر موزوں کام کیلئے موزوں شخص'' کا فارمولا موجود نہیں ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان اپنے ہر سطح کے ملازمین کی صلاحیت سازی پر خصوصی توجہ دے اور ایسا راتوں رات نہیں ہوسکتا بلکہ اس کیلئے طویل المیعاد حکمت عملی کی ضرورت ہے۔

شکایات کے ازالے کے نظام میں اصلاحات کی ضرورت

الیکشن کمیشن آف پاکستان کے اندر شکایات کے ازالے کے نظام میں اصلاحات کی واقعتاً ضرورت ہے۔

خصوصی پارلیمانی کمیٹی کو چاہیے کہ وہ رسمی اور وقت کی پابندی والا ایسا نظام وضع کرنے کیلئے عوامی نمائندگی کے قانون میں ترمیم کریں تاکہ ایک مناسب ٹریکنگ سسٹم کے ذریعے انتخابات سے قبل اور بعد میں آنے والی درخواستوں کو نمٹایا جاسکے۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان محض ایک ڈاکخانے کا کام نہیں کرسکتا کہ وہ شکایات کو چیف سیکرٹری یا دیگر انتظامی اتھارٹی کو بھیج دے اور الیکشن کمیشن آف پاکستان کو ان معاملات کے حوالے سے بہرحال ایک فعال اور مرکزی کردار ادا کرنا ہے۔

ٹیکنالوجی کا استعمال

اگر الیکشن کمیشن آف پاکستان مستقبل کے انتخابات کے انتظامات کیلئے جدید ٹیکنالوجی استعمال کرنے کا فیصلہ کرے تو یہ سودمند اقدام ہوگا۔ 2013 کے عام انتخابات میں ماضی کے مقابلے میں بہتر کمپیوٹرائزڈ انتخابی فہرستوں کے استعمال پر الیکشن کمیشن آف پاکستان کی پہلے ہی تعریف کی جارہی ہے۔

اس کے بعد ٹیکنالوجی کے استعمال کی ایک شاندار مثال مقبول ترین 8300 ایس۔ایم۔ایس سروس تھی جسے 55 ملین ووٹرز نے اپنے ووٹ اور پولنگ سٹیشن کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے استعمال کیا۔

اب وقت آ گیا ہے کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان الیکٹرانک ووٹنگ مشینوں اور بائیومیٹرک ووٹر شناخت کے نظام کے استعمال کا تجربہ کرے۔ تاہم ایسا کرنے میں احتیاط برتنے کے نقطہ نظر سے ان کے استعمال سے پہلے پائلٹ پراجیکٹ شروع کرے نیز پاکستان کے دور دراز علاقوں کے مقامی حالات کو بھی مدنظر رکھے۔ حتیٰ کہ پولنگ والے دن، عین پولنگ کے دوران الیکٹرانک ووٹنگ مشینوں کی ہیوی بیٹریاں بھی فیل ہوسکتی ہیں۔ اگر پاور سپلائی مسلسل بحال رکھنے کے متبادل اقدامات نہ کئے گئے تو الیکٹرانک ووٹنگ مشینوں کا استعمال خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔

چیف الیکشن کمشنر کی تقرری کے طریق کار میں اصلاحات

18 ویں آئینی ترمیم کے بعد جناب جسٹس فخر الدین جی ابراہیم کو حکومت اور حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے مستقل چیف الیکشن کمشنر مقرر کیا گیا۔ تاہم' ان کی تقرری مصیبت خیز ثابت ہوئی کیونکہ ان کی عمر 85 سال سے زائد تھی۔ ان کی ایمانداری شک و شبہ سے بالا تھی لیکن عمر کی زیادتی نے اس انتخاب کو غلط ثابت کر دیا۔ زیادہ عمر میں انسان کے اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں اور کام کرنے کی توانائی کم رہ جاتی ہے نیز صحت کے مسائل اپنی جگہ ہوتے ہیں۔

انتخابی اصلاحات کے لئے تجاویز

اس رپورٹ کے محدود تناظر کے پیش نظر ''انتخابی اصلاحات'' کا تفصیلی ایجنڈا یہاں دینا ممکن نہیں ہے اور اس وسیع موضوع کیلئے ایک علیحدہ اور بڑی دستاویز کی ضرورت ہے۔ تاہم' چند انتخابی اصلاحات تجویز کی جا رہی ہیں:

۱۔ بھارت کے تجربے اور 1969 تک پاکستان کے تجربے کو سامنے رکھتے ہوئے' اچھی شہرت کے حامل کسی ریٹائرڈ بیوروکریٹ کو بطور چیف الیکشن کمشنر' الیکشن کمیشن آف پاکستان کا سربراہ ہونا چاہیے۔ چیف الیکشن کمشنر کا کام 75 فیصد انتظامی اور 25 فیصد قانونی ہے۔ بھارت کے چیف الیکشن کمشنر کی طرح پاکستان میں بھی چیف الیکشن کمشنر کی مدت' مرتبہ اور شرائط ملازمت سپریم کورٹ کے جج کے مساوی ہونی چاہئیں۔ اس کے ساتھ دو معزز ارکان ہونے چاہئیں جو ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج صاحبان ہوں۔ چیف الیکشن کمشنر ایک ایماندار' مستعد اور اہل ریٹائرڈ بیوروکریٹ ہونا چاہیے (جس کی عمر 70 سال سے زائد نہ ہو)۔ اسے وفاقی سیکرٹری' چیف سیکرٹری' ہوم سیکرٹری' کمشنر' ڈپٹی کمشنر وغیرہ جیسے عہدوں پر کام کا تجربہ ہونا چاہیے۔ ایسا کرنا اس لئے ضروری ہے کہ وہ بطور چیف الیکشن کمشنر' درپیش بے شمار چیلنجوں سے برق رفتاری سے نمٹ سکے۔ اس کے ساتھ اسے ہائی کورٹ کے دو ریٹائرڈ ججوں کا بطور رکن قانونی تجربہ بھی حاصل ہونا چاہیے۔ یہ بات قابل تحسین ہوگی کہ جب انتخابات کے انعقاد کا عمل جاری ہو تو الیکشن کمیشن آف پاکستان' تیز رفتاری سے کام کرے اور سست رفتار قانونی کارروائیوں میں الجھنے کی بجائے تیز رفتار انتظامی فیصلوں سے امور نمٹائے (یہ تجویز مستقبل کیلئے ہے)۔ موجودہ حالات میں یہ ''ناممکن مشن'' ہے کیونکہ اس کے لئے آئین میں ترمیم درکار ہوگی۔

۲۔ حالیہ تجربات کی روشنی میں چیف الیکشن کمشنر کے انتخاب کے طریق کار پر مناسب نظرثانی ہونی چاہیے کیونکہ 30۔ جولائی 2013 کو جناب جسٹس فخر الدین جی ابراہیم کے استعفا کے بعد' سپریم کورٹ کی جانب سے تنبیہہ کے باوجود 18 ماہ سے کوئی مستقل چیف الیکشن کمشنر مقرر نہیں ہو سکا ہے۔

۳۔ چیف الیکشن کمشنر اور الیکشن کمیشن کے ارکان کے عہدوں کی میعاد اسمبلیوں کی مدت کے ساتھ ساتھ یعنی پانچ سال ہونی چاہیے۔

۴۔ آئین کے آرٹیکل 62 میں ترمیم کے ذریعے مبہم اصطلاحات جیسے امین' صالح وغیرہ کو حذف کر دینا چاہیے

(ریٹرننگ افسران کو امیدواروں سے دعائے قنوت' چھٹا کلمہ وغیرہ سننے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے)۔

۵۔ دفعہ 8 (پولنگ سٹیشن)' دفعہ 9 (پولنگ سٹاف)' دفعہ 49 (انتخابی اخراجات کی حدود)' دفعہ 50 (انتخابی اخراجات کا گوشوارہ)' دفعہ 51 (گوشواروں کی چھان بین) وغیرہ سمیت قانون عوامی نمائندگی مصدرہ 1976 کی تمام تصریحات پر سختی سے عملدرآمد ہونا چاہیئے۔ انتخابی اخراجات سے متعلق دفعات 49 اور 50 کے احکامات کو نظر انداز کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

۶۔ انتخابات کے حوالے سے معلومات تک رسائی اور شفافیت کو یقینی بنانے کیلئے عوامی نمائندگی کے قانون میں واضح اہتمام ہونا چاہیے۔

۷۔ عوامی نمائندگی کے قانون میں قبل از انتخاب اور بعد از انتخاب شکایات سے نمٹنے کیلئے موثر اور بروقت کارروائی کے نظام کا اہتمام ہونا چاہیے۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان کو اس معاملے میں محض ڈاکخانے کا کردار نہیں ادا کرنا چاہیے۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان پر یہ لازم ہونا چاہیے کہ وہ 15 دن کے اندر شکایت کا جامع جواب بھیجے۔ اس طرح کے ٹال مٹول والے معمول کے جواب نہیں دینے چاہئیں جیسے ''ضروری کارروائی کی جائے گی''، ''چیف سیکرٹری کی جانب سے موصول ہونے والے جواب کی نقل منسلک ہے'' وغیرہ۔

۸۔ عوامی نمائندگی کے قانون میں مانیٹرنگ کمیٹی کے موثر کردار کو یقینی بنانے کے نظام کا اہتمام ہونا چاہیے۔

۹۔ ریٹرننگ افسران کی جانب سے کاغذات نامزدگی کی چھان بین' الیکشن شکایات اور پولنگ والے دن اور بعد از انتخابی معاملات کو نمٹانے کیلئے معلومات اکٹھی کرنے کی غرض سے الیکشن کمیشن آف پاکستان کے ہیڈکوارٹر میں ایک حقیقی موثر مانیٹرنگ سیل کے قیام کیلئے عوامی نمائندگی کے قانون میں اہتمام ہونا چاہیے۔

دیگر ممالک کے مقابلے میں الیکشن کمیشن آف پاکستان کی خودمختاری

آئین کے آرٹیکل 218 اور 219 کے تحت پاکستان کا الیکشن کمیشن' بھارت کے الیکشن کمیشن سے زیادہ بااختیار ہے بلکہ اس لحاظ سے کسی بھی ملک کے الیکشن کمیشن سے زیادہ بااختیار ہے۔ کسی بھی جنوبی ایشیائی ملک میں چیف الیکشن کمشنر' سپریم کورٹ کا حاضر سروس یا ریٹائرڈ جج نہیں ہوتا۔ پاکستان میں ایک ریٹائرڈ چیف جسٹس آف پاکستان بھی چیف الیکشن کمشنر رہ چکے ہیں (2002-2004)۔ ان سب باتوں سے کوئی خاص فرق نہیں پڑا۔ اپنی تشکیل کے لحاظ سے الیکشن کمیشن آف پاکستان' پاکستان کا سب سے بااختیار قانونی ادارہ ہے۔ بھارت میں چیف الیکشن کمشنر ایک ریٹائرڈ سرکاری افسر ہوتا ہے۔ بھارتی چیف الیکشن کمشنر اور دو الیکشن کمشنر صاحبان (جن کا موازنہ الیکشن کمیشن آف پاکستان کے ارکان سے کیا جاسکتا ہے) بھارت کے سپریم کورٹ کے جج صاحبان کے برابر تنخواہ اور الاؤنس لیتے ہیں۔ زیادہ تر یورپی ممالک میں' انتخابات محکمہ داخلہ منعقد کرتا ہے۔ ''خودمختاری'' کا تصور دراصل ''ذہنی کیفیت'' کا نام ہے۔ ہمارے کسی بھی چیف الیکشن کمشنر نے بھارتی چیف الیکشن کمیشن کی طرح موثر انداز میں اپنے اختیارات کو استعمال نہیں کیا۔

الیکشن کمیشن آف پاکستان اور الیکشن کمیشن آف انڈیا کی کارکردگی کا موازنہ

الیکشن کمیشن آف پاکستان کا بھارتی الیکشن کمیشن سے موازنہ جائز نہ ہو گا۔ بھارت میں لوک سبھا کے براہ راست انتخابات 1950 میں ہوئے تھے جبکہ پاکستان میں 1970 تک ایسا نہ ہو سکا۔ پاکستان میں پہلا غلط فیصلہ صوبائی اسمبلیوں کیلئے علیحدہ علیحدہ انتخابات کا انعقاد تھا (1950-1954)۔

بعدازاں لینڈ ریفارمز کے متعارف کرانے میں ناکامی کے انتخابات پر دور رس نتائج نکلے۔ پھر بھارت کے تمام چیف الیکشن کمشنر صاحبان کا تعلق انتظامی سروس تھا جس سے انہیں آزادانہ اور شفاف انتخابات کرانے میں اختیارات کے استعمال کا موقع ملا۔ 10 ویں بھارتی چیف الیکشن کمشنر جناب ٹی۔این شیشان (T.N.Sheshan) (1990-1996) نے بھارتی انتخابات میں بدعنوانی اور بے ضابطگیاں ختم کرنے کیلئے انتھک کوششیں کیں۔ انہوں نے بھارتی الیکشن کمیشن کی شہرت کو بام عروج تک پہنچا دیا۔ ان کے بعد آنے والوں نے بھی ان کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے اس اعلیٰ معیار کو برقرار رکھا۔ پاکستان کے چیف الیکشن کمشنر صاحبان کوئی اچھی روایات قائم نہ کر سکے اور اپنی اتھارٹی منوانے میں ناکام رہے۔

بھارتی الیکشن کمیشن میں ایک اچھی روایت یہ ہے کہ ووٹوں کی گنتی ایک مرکزی جگہ پر ہوتی ہے خواہ اس طرح کرنے سے انتخابی نتائج میں تاخیر ہو جائے۔ پاکستان میں اس روایت کو اپنانے میں مسئلہ یہ ہے کہ آیا سیاستدان اور امیدوار اس نظام کو قبول کریں گے یا نہیں۔

نتیجہ

تمام احتجاج، شور اور الزامات اپنی جگہ لیکن الیکشن کمیشن آف پاکستان کو اس بات کا سہرا جاتا ہے کہ اس نے تمام تر مشکلات اور دہشت گردانہ کارروائیوں کے باوجود 11 مئی 2013 کے انتخابات منعقد کروائے۔ 2013 کے عام انتخابات سے قبل کئے جانے والے انتظامات بھی گزشتہ انتخابات کے مقابلے میں بہتر تھے۔ انتخاب کے تمام مرحلوں کو سامنے رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ 2013 کے عام انتخابات گزشتہ تمام انتخابات سے بہتر تھے۔ تاہم، اگر صرف پولنگ والے دن کی کارکردگی کو دیکھا جائے تو 2013 کے عام انتخابات گزشتہ انتخابات سے کافی پیچھے نظر آتے ہیں۔ یہ پوری صورتحال کا خلاصہ ہے۔ 2013 کے عام انتخابات کے کچھ مثبت پہلو ہیں جیسے ووٹروں کی تصاویر والی کمپیوٹرائزڈ انتخابی فہرستیں، ووٹ نمبر اور پولنگ سٹیشن کی معلومات کے حصول کیلئے 8300 ایس۔ ایم۔ ایس سروس کا استعمال اور زبردست ووٹر ٹرن آؤٹ (55 فیصد سے زائد)۔ تاہم بدقسمتی کی بات ہے کہ انتخابات کا انجام متنازعہ بن گیا جس کا زیادہ تر تعلق ملک کے کئی علاقوں میں پولنگ کے دن کے انتظامات کے حوالے سے بے ضابطگیوں، خامیوں اور منفی تاثرات سے ہے۔

اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ پاکستان میں بامعنی ''انتخابی اصلاحات'' کی ضرورت ہے۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر ملک میں اپنے حالات کے حساب سے انتخابات کا انعقاد ہوتا ہے اور بعض اوقات کوئی روایت اس ملک کے نظام کا لازمی جزو بن جاتی ہے۔ بھارت میں، جو انتخابات منعقد کرنے کے حوالے سے ایک مضبوط جمہوری روایت بن چکا ہے، انتخابات مراحل میں ہوتے ہیں اور ووٹوں کی گنتی ایک مرکزی جگہ ہوتی ہے۔ پاکستان میں، 1997 کے عام انتخابات سے یہ روایت ہے کہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ایک ہی دن ہوتے ہیں اور پولنگ کے فوراً بعد وہیں پر ووٹوں کی گنتی ہوتی ہے۔ یہ ایک بڑا سوال ہے کہ آیا سیاستدان ایک مرکزی جگہ پر ووٹوں کی گنتی کو قبول کریں گے کیونکہ اس سے رزلٹ آنے میں کئی دن کی تاخیر ہو سکتی ہے۔ تاہم انتخابات کے بہتر انعقاد کیلئے انتخابات کا مرحلہ وار انعقاد اور ووٹوں کی ایک ہی جگہ گنتی کے معاملہ پر غور کی ضرورت ہے۔ تاہم اس کیلئے بنیادی شرط یہ ہے کہ یہ تبدیلیاں تمام بڑی جماعتوں کی منظوری سے متعارف کرائی جائیں۔

ضمنی انتخابات میں تجربے کے بعد الیکٹرانک ووٹنگ مشینوں اور ووٹر کی بائیومیٹرک تصدیق کا نظام اپنایا جا سکتا ہے۔ آخری اہم نکتہ یہ ہے کہ ہمیں انتخابی نتائج قبول کرنے کی روایت کو اپنانا چاہیے اور ہر انتخاب کے بعد غیر ضروری بحث و مباحثے سے گریز کرنا چاہیے۔ دُنیا میں کہیں بھی انتخابات 100 فیصد درست نہیں ہوتے۔

پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپیرنسی

اسلام آباد آفس: پی، او، باکس 278، F-8، پوسٹل کوڈ: 44220، اسلام آباد، پاکستان
لاہور آفس: پی، او، باکس 11098، L.C.C.H.S، پوسٹل کوڈ: 54792، لاہور، پاکستان
ای میل: info@pildat.org ویب: www.pildat.org